پردہ اور لباس

حامداً ومصلیاً علیٰ بنی الکریم، امابعد؛ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

قال اللہ تعالیٰ: ''يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ...... '' سورۃ احزاب، آیت ۵۹۔

پردہ کا خلاصہ یہ ہے کہ مردوں کیلئے عورتوں پہ نظریں جمانا منع ہے اور عورتوں کو زینت دکھانا منع ہے۔ اسلام نے قلب ونگاہ کی پاکی پہ بہت زیادہ زور دیا ہے۔ علامہ اقبالؒ کا شعر ہے:

خرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دل ونگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

جلابیب:

عورتوں کے پردے کے بارے میں قرآن میں جلابیب کا ذکر ہے۔

جو کہ بڑی چادر کو کہا جاتا ہے، پرانے عربوں میں جو جلابیب کی شکل تھی اسے ملایا ترکیہ یا گُنہ ترکیہ کہا جاتا تھا۔ غور کی بات یہ ہے کہ یہ حجازی انقلاب سے پہلے اور سلطنتِ عثمانیہ کے زوال کے بعد کی صورت ہے اور افغانستان، مصر، لیبیا، سوڈان، ملائیشیا اور بعض دیگر اسلامی ملکوں میں بھی وہاں کی ماؤں بہنوں کا استعمال بھی جلابیب کا چلا آرہا ہے۔ اور یہ جو کالا قسم کا گون ہے یہ حجازی انقلاب کا اثر تھا جس کو اس وقت کے عرب بھی قبول کرنے میں متردد تھے، اور ایسی عورت کو جو اس قسم کا گون استعمال کرتی تھی پرانے عرب ''بطّالہ'' جیسے بُرے لقب سے پکارتے تھے۔ جس طرح ہمارے یہاں بھی ایسی عورت کو ''ٹیڈی'' عورت کے نام سے پُکارا جاتا تھا۔ اور یہ سب سلفیت کی چمک کا گہرا اثر تھا۔ خصوصاً ہمارے پرانے اکابرین میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ اور حضرت مولانا اشرف خان سلیمانی صاحبؒ اور حضرت مولانا حامد میاں صاحبؒ رحمہم اللہ سب کے گھرانوں میں اسی جلابیب کا استعمال رہا ہے۔

حضرت مولانا حامد میاں صاحبؒ جلابیب کو چار سدّہ والی چادر سے تشبیہ دیتے تھے۔ اور جلابیب کے استعمال کو سُنّت فرماتے تھے۔ (بحوالہ دروسِ حدیث از مولانا حامد میاںؒ صاحب) بدعت ایسی چیز ہے کہ یہ جب آتی ہے تو اسکی نحوست سے اس کے مقابل ایک سُنّت کو ختم کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ جیسے عورتوں کا نماز کے حالت میں اپنی ہتھلیوں کا اوڑہنی کے اندر ہونا سنت مفقود ہوتی جارہی ہے۔

حجازی انقلاب سے پہلے جلابیب کا دو مشہور صورتوں کے ساتھ استعمال رہا ہے۔

(۱) ملایا ترکیہ (۲) گُنہ ترکیہ

ملایا ترکیہ کا مطلب ہے زیادہ کڑھی ہوئی چادر اور گنا ترکیہ کا مطلب ہے کم کڑھی ہوئی چادر۔ سنت کی شکل شرق وغرب میں ایک ہوتی ہے اسی طرح سے بڑی اوڑھنی اور چادر کی شکل ہر جگہ کے مسلمانوں میں ایک ہی نظر آتی ہے۔ افغانستان سے لیکر مراکش تک ہماری ماؤں بہنوں کی اکثریت اسی کو استعمال کرتی رہی ہیں۔ اللہ پاک ہمیں غلو اور افراط وتفریط سے بچائے۔ آمین

__لباس:__ حدیث شریف میں ایا ہے ''اَلْعَمَائِمُ وَقَارُ الْمُؤمِنِ وَعِزّتُ لِلْعَرَب فاذَا وَضَعَتِ الْعَرَبُ عَمَائِمَهَا خُلِعَتْ عِزّتُهَا''۔ (الدیلمی، بیہقی، جامع الصغیر، کنز العمال) روایت حضرت عمران بن حصینؓ۔

''العَمَائِمُ تِيُجَانَ الْعرَب فاذَا وَضَعواْ الْعَمَائِمَ وَضَعواْ عِزّتُهُم''۔ (الاوزاعی، الدیلمی، بیہقی، ابن عدی، ابن ہشام، الرامہری، القرطبی، بحرالمحیط از ابی حیان اندلسی، بحرالمدید از ابن عجیبہ، الامثال از العسکری، النزہۃ مجالس از الصفوری، الثعالبی، جامع الصغیر، کنز العمال) روایت حضرت ابن عباسؓ اور حضرت اُسامہ بن عمیرؓ۔

''الْعَمَائِمُ تِيُجَانُ الْمُسْلِمِيْن''۔ (مسند الشہاب از القضاعی، الدیلمی، امثال از ابی نعیم اُصبہانی، ابن عدی، ابن القیسرانی، جامع الصغیر، کنز العمال) روایت حضرت علیؓ بن ابی طالب۔

__ترجمہ:__ ا۔ حضرت عمران بن حصینؓ نے حضورﷺ سے روایت فرمائی ہے کہ: پگڑیاں مؤمن کیلئے وقار ہے اور عربوں کیلئے عزت ہے اور اگر عربوں نے اپنی پگڑیاں اتاردی تو اپنی عزتوں کو کھودیا۔

۲۔ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت اُسامہؓ نے حضورﷺ سے روایت فرمائی ہے کہ: پگڑیاں عربوں کیلئے تاج ہیں، جونہی اسے عربوں نے اتارا تو اپنی عزتوں کو ضائع کردیا۔

۳۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضورﷺ سے روایت فرمائی ہے کہ: پگڑیاں مسلمانوں کیلئے تاج ہیں۔

__خلیج کا موجودہ مروجہ لباس :__

آج کل جو بعض خلیجیوں کا لباس ہے یہ دراصل لارنس آف عربیہ ہی کا ترویج شدہ ہے (T.E.Lawrence) کی ویب سائٹ کو ملاحظہ کریں۔ اُسکا اصل ھدف عمامہ (پگڑی) اتروانا تھا تاکہ عربوں کی عزت ختم ہوجائے، موجودہ لباس کا سنت سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہے۔ سلطنتِ عثمانیہ کے زوال کے بعد پُرانے عرب اس لباس کو ''لبس المخنثین'' (ہیجڑوں کا لباس) جیسے بُرے القاب سے پکارتے تھے۔ یہ لباس آپ علیہ الصلاۃ والسلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نقلاً تو ثابت ہے ہی نہیں، ایک حدیث میں آتا ہے کہ ''زندہ کے لباس میں چاک ہوتی ہے اور مُردہ کے لباس میں نہیں ہوتی'' بلکہ اگر غور کیا جائے تو عقلاً بھی ان سے اس کا استعمال محال ہے۔ اُس وقت جو عمومی لباس ہوتا تھا وہ نیچے دھوتی ہوتی تھی اور وہ بھی جو سامنے سے کھلی ہوئی جسمیں چلنے پھرنے اور دوڑنے، گھوڑے پرسوار ہونے میں اور اُٹھنے بیٹھنے میں کسی قسم کی دشواری نہیں ہوتی تھی اور اوپر اوڑھنے کیلئے ایک چادر کا استعمال ہوتا تھا اور بعض حضرات کو صحابہ میں یہ بھی نصیب نہ تھا ایک ہی چادر ہوتی تھی جو ستر کو ڈھانپنے کا کام دیتی تھی (یعنی احرام کا لباس ہی ان کا عمومی لباس ہوتا تھا) اور اگر عقلا دیکھا جائے تو یہ لباس سُنت سے بہت دور معلوم ہوتا ہے۔ یہ لمبا گون بغیر چاک کے، جس میں مرد وزن بالکل قید ہو کر رہ جاتے ہیں۔ یہ پادریوں کا لباس ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اکابرینکی زندگی تو مسلسل جہاد و دعوت میں گذری ہے اور اس قسم کے لباس کے ساتھ جہاد جیسے متحرک الاعضاء والا عمل ناممکن ہے۔

آج کل جو بعض خلیجی اپنے سروں پر رومال ڈالتے ہیں اس کا نام ''اِترہ'' ہے۔ خلیج میں موجودہ معلمین مصری ہیں اور مصری عامی لہجے میں حرفِ قاف کو الف سے پڑھا جاتا ہے، جیسے قلم کو ''الم'' کہتے ہیں تو اسکی اصل جو اِترہ تھی وہ قُترہ سے بدل گئی اور یہی نام مشہور ہوگیا۔ جو یہود کے دیندار طبقہ مغرب اور عشاء کی نمازوں میں اہتمام سے پہنتا ہے۔ (Webster's Dictionary

صفحہ 1010، نیویارک) تلیث "Talith" یہ رومال سر پر ڈالنے کا ایک خاص قسم کا طریقہ ہوتا ہے۔ یہ یہودی ''حاخام'' (راہب، مذہبی رہنما) کا لباس ہے۔ اس کے اوپر یہ لوگ گول رسی (عِقال) باندھتے ہیں اور عِقال عربی میں رسی کو کہا جاتا ہے جو اونٹ کو بٹھا کر اسکے گھٹنے میں باندھی جاتی ہے تاکہ وہ بھاگ نہ سکیں)۔ یہ رسی جب رومال اوڑھ کر سر پر باندھی جاتی ہے تو یہ یہودیوں کے مذہبی شعار (David Star) کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔ جو چیز جس غرض کیلئے تخلیق ہوتی ہے، وہی تاثیر اس میں غالب رہتی ہے۔ اعداء نے اونٹوں کی نقل و حرکت روکنے والی رسی (عقال) کو دماغ صحیح نقل وحرکت کو روکنے کیلئے سر پہ ڈلوادی۔ خلافتِ عثمانیہ کے سقوط کے بعد اس لباس کے ذریعے سے ان کو معطل کرنے کی سازش کی گئی۔ خلاصہ یہ ہے کہ مسلمان کی اصل شان اور ذوق ابتدائے اسلام سے فرسان یعنی شہسواری کی رہی ہے نہ کہ رُہبان کی، عرب کے مرد تو مرد عورتیں بھی فُرسان رہی ہیں۔ اسی سلسلے میں مشہور صحابیہ ''خولہ بنت ازور'' رضی اللہ عنہا قابلِ ذکر ہیں یہ مشہور شہسوارہ تھیں (جو کہ کالے گون میں ناممکن ہے)۔ پرانے عربوں میں سر پر رومال ڈالنے کے بجائے پگڑی (عمامہ) اور اسکے نیچے پانچ کونوں والی ٹوپی کا استعمال رہا ہے جو کہ سر سے لگی ہوئی ہوتی تھی یعنی چپکی ہوئی ہوتی ہے یہ دراصل سنت سے قریب تر ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل بھی یہی رہا ہے اور اس کو حجازی ٹوپی کہا جاتا تھا۔ اور اسی کو حکیم الامتؒ نے اختیار کیا ہے اور ہمارے اکابرین کے تعامل میں بھی یہی ہے۔ اسکے علاوہ ''سدل'' اور عمل کثیر کے مفاسد نماز سرزد ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا الشیخ الہند محمود الحسن نور اللہ مرقدہ جب مالٹا سے رہائی کے بعد ممبئی پہنچے، استقبال کرنے والوں میں چند حضرات نے یہی لباس پہن رکھا تھا تو حضرت نے اپنے خدام سے فرمایا ''ان کو میرے سامنے سے ہٹائیں یہ تو انگریزوں کے ایجنٹوں کا لباس پہن کر آگئے ہیں'' بروایت عبدالرشید ارشدؒ مصنف بیس بڑے مسلمان۔

چوغہ:

آجکل ہمارے علاقوں میں سرخ اور سیاہ رنگ کے مخصوص چوغے پہن کر جمعہ وعیدین نماز پڑھانے کا رواج بڑھ رہا ہے، جو کہ ہمارے زمانے میں یا خوارج کا شعار ہے یا روافض کا۔ حضرت حکیم الامتؒ کا ارشاد ہے ''ہمارے بزرگ نہ عبا (سیاہ گون) پہنتے ہیں نہ چوغہ......'' (انفاس عیسیٰ، صفحہ ۲۹۲، ج:۱)۔

ٹائی سے متعلق :

تشبہ بالکفار امور مذہبیہ میں تو حرام ہے۔ اور شعاری قومی میں مکروہ تحریمی ہے۔ باقی جو چیز کفار ہی کے پاس ہو اور مسلمانوں کے یہاں اس کا بدل نہ ہو اور وہ شے کفار کی شعار قومی یا امر مذہبی نہ ہو تو اس کا اختیار کرنا جائز ہے۔ (انفاس عیسیٰ، صفحہ ۳۴۶، ج:۱)

ٹائی عیسائیوں کا نہ مذہبی شعار ہے، کیوں کہ انکے کوئی بھی پادری کبھی نہیں پہنتے اسی طرح یہ انکا قومی شعار بھی نہیں ہے۔ بندہ نے یہ بات حضرت عبدالکریم قریشیؒ معروف ''سائیں بڑ شریف'' کے سامنے پیش کی، تو حضرت نے اپنے معالج خاص ڈاکٹر حسن چاچڑ کو بندہ کے پاس تفصیلی تحقیق کیلئے بھیجا جو کہ بعد میں تحقیق کیلئے لندن گئے اور پوری تفصیل سے حضرت کو آگاہ کیا تب ایک گرامی نامے میں تحریر فرمایا ''کہ آپ ٹھیک کہتے ہیں''

اسی وجہ سے جن اکابرین نے ٹائی وغیرہ کی حرمت کے فتوے انگریزوں کے دور میں دیئے ہیں وہ حکمران طبقے کی ذہنی غلامی سے بچانے کیلئے دیئے تھے اور یہ اس وقت کی سیاسی ضرورت تھی۔

خادم/عبدالمنان عبدالرزاق۔